قاری محمد عادل خاں

امام ابوبکر ابن ابی شیبہ

نام ونسب

عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ بن عثمان بن خواستی جو امام ابی شیبہ کے نام سے معروف ہیں عراق کے ایک نامور عالم اور محدث تھے۔ وہ ۱۵۹ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۳۵ھ میں وفات پائی۔

ابن ابی شیبہ کا وطن واسط تھا اور وہ قبیلہ بنو عبس کے مولیٰ تھے۔ ان کا خاندان علمی حیثیت سے بڑا ممتاز تھا۔ ان کے دادا ابوشیبہ جن کے نام کی نسبت سے انھوں نے شہرت پائی، ایک صاحبِ علم بزرگ تھے جو خلیفہ منصور عباسی کے زمانے میں تیئس سال تک واسط کے منصبِ قضا پر فائض رہے۔ ابوشیبہ کے فرزند محمدؒ کو بھی علم وفن سے اشتغال تھا۔ وہ فارس کے قاضی تھے۔ ان کے تین صاحبزادے تھے۔ عبداللہ، عثمان اور قاسم۔ ان تینوں کا اکابر صحابہ میں شمار ہوتا ہے۔ ابوبکر کا خاندان بعد میں کوفہ میں آباد ہو گیا تھا۔ اس لیے بعض لوگ ان کو کوفہ ہی کا باشندہ کہتے ہیں لیکن یہ صحیح نہیں۔ کوفی، واسطی اور عبسی ان کی مشہور نسبتیں ہیں۔

اساتذہ اور شیوخ

ابوبکر نے جن نامور محدثین سے شرف تلمذ حاصل کیا، ان میں سے چند حضرات کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ ابن ابی زائدہ، ابن شریح، ابوبکر بن عیاش، اسماعیل بن علیہ، اسماعیل بن عیاش، جریر بن عبدالحمید، حفص بن غیاث، ابواسامہ، حمادؒ بن خلیقہ، سفیان بن عیینہ، ابوالاحوص سلام بن سلیم، ابوخالد الاحمر سلیمان بن حیانؒ، شریک بن عبداللہ نخعی، عباد بن عوام، عبدالاعلیٰ بن عبدالاعلیٰ، عبداللہ بن ادریس، عبدالرحمان بن محمد محاربی، عبدالرحمٰن بن مہدی، عبداللہ بن مبارک، عبداللہ بن نمیر، ابومعاویہ، مروان بن معاویہ، عمر بن عبید، ابونعیم فضل بن دکین، محمد بن بشر عبدی، محمد بن حازم، محمد بن فضیل، معتمر بن سلیمان، وکیع بن جراح، ہیثم بن بشیر، یحییٰ ابن سعید قطان، یزید بن مقدام، یزید بن ہارون وغیرہم، رحمہم اللہ اجمعین۔

تلامذہ

نامور محدثین وفقہا میں سے امام احمد بن حنبل، ابو زرعہ، ابو حاتم اور بقی بن مخلدؒ کے علاوہ صحاح ستہؒ کے مؤلفین میں سے امام بخاری، امام مسلم اور ابن ماجہ کو براہِ راست اور امام نسائیؒ کو بالواسطہ ان سے روایت کرنے کا فخر حاصل ہے۔ ان کے علاوہ ابراہیم بن اسحاق حربی، ابوبکر احمد بن ابی عاصم النبیل، جعفر فریابی، حسن بن علی معمری، زکریا ناجی، عباس بن محمد دوری، عبداللہ بن احمد بن حنبل، عبداللہ بن احمد اہوازی، ابوالقاسم عبداللہ بن محمد بغوی، عثمان بن خرزاذ، محمد بن ابراہیم مربع، محمد بن اسحاق صاغانی، محمد بن سعد، محمد بن عبدوس بن کامل، محمد بن عبیداللہ مناوی، محمد بن عثمان بن ابی شیبہ، محمد بن محمد باعندی، موسیٰ بن اسحاق انصاری، ہیثم بن خلف دوری، یعقوب بن شیبہ اور یوسف بن یعقوب نیشاپوری بھی ان کے تلامذہ میں شامل تھے۔

ابوبکر کے بعض مشائخ کو چھوڑ کر اکثر کا وطن کوفہ اور واسط ہے لیکن دوسرے مراکز حدیث کے محدثین کرام سے بھی انھوں نے استفادہ کیا ہے۔ چنانچہ بغداد میں ان کے قیام اور درس وتدریس کی تفصیلات بہت سے مورخین نے بیان کی ہیں۔

علم وفضل

ابن ابی شیبہ کے معاصر علما اور نامور محدثین نے ان کے علم وفضل اور فن حدیث میں تبحرؒ اور جامعیت کا اعتراف کیا ہے۔ ابو عبید قاسم بن سلام فرماتے ہیں کہ علم حدیث چار آدمیوں پر ختم ہوگیا۔ ابوبکر بن ابی شیبہ حسنِ ادا، خوش سلیقگی اور حفظ مذاکرہ میں، امام احمد فقہ اور معرفت حدیث میں، یحییٰ بن معین جامعیت وکثرت روایت میں اور علی بن مدینی حدیث کے مخارج اور علل سے واقفیتؒ میں یکتائے روزگار تھے۔

امام احمد کا ارشاد ہے، ابوبکر اپنے بھائی عثمان سے برتر ہیں۔ آپ کے صاحب زادے عبداللہ نے عرض کیا کہ ابن معین، عثمان کو فائق سمجھتے ہیں۔ فرمایا۔ لیکن میں ابوبکر ہی کو افضل گردانتا ہوں۔ اس سے ظاہر ہے کہ ابن ابی شیبہ ایک بلند درجہ محدث کے تمام اوصاف سے متصف تھے۔

علامہ ذہبی نے عدیم النظیر، الامام، احدالاعلام، اور حافظ ابن کثیر نے احدالاعلام

اور امام الاسلام ایسے بلند القاب سے ان کا ذکر کیا ہے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ ابن ابی شیبہ حدیث کے امام تھے۔

حفظ و ضبط

علمائے حدیث و فقہ نے ان کے حفظ و ضبط کی بہت تعریف کی ہے۔ ایک محدث کے بنیادی اوصاف میں سے ایک وصف اس کی قوت حافظہ ہے اور جو احادیث اس نے جمع کی ہیں اس کا ضبط ہے۔ ظاہر ہے جب محدثین کرام کسی شخص کے علم حدیث میں حفظ و ضبط کا اعتراف کریں تو اس سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ ان کو ایک محدث کی حیثیت سے درجۂ قبول حاصل ہے۔

عمر بن علی فلاس کہتے ہیں کہ میں نے ان سے بڑا حافظ حدیث نہیں دیکھا۔ عمر بن علی فلاس نے جو خود بھی ایک جیّد عالم اور محدّث تھے، علم حدیث کی تحصیل کے لیے متعدد ممالک کا سفر کیا اور سیکڑوں محدثین سے استفادہ کیا۔ ان کا ابن ابی شیبہ کے بارے میں یہ فرمانا یوں سمجھیے کہ ان کے محدث ہونے کی ایک بہترین سند ہے۔ صالح محمد جزرہ کا بیان ہے کہ مذاکرۂ حدیث کے وقت ابن ابی شیبہ سے زیادہ یادداشت کسی کی نہیں تھی۔

حافظ ابوزرعہ کا کہنا ہے کہ ان سے بڑا حافظِ حدیث میں نے نہیں دیکھا۔ احمد بن حمید سے کوفہ کے سب سے بڑے حافظِ حدیث کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا ابوبکر بن ابی شیبہ سب سے بڑے حافظِ حدیث ہیں۔ ابن حبّان لکھتے ہیں کہ اپنے زمانے میں منقطع روایات کے سب سے بڑے حافظ یہی تھے۔

ثقاہت

امام احمد، عجلی، ابوحاتم، ابن فراش اور ابن قانع، ابن ابی شیبہ کو ثقہ راوی قرار دیتے ہیں۔ امام ابن حبّان نے ان کو متقن کہا ہے۔ علامہ ابن ناصرالدین اور حافظ ذہبی نے ان کو الثقۃ النحریر لکھا ہے۔ ابن معین سے دریافت کیا گیا کہ کوفہ کے کس شخص سے حدیث روایت کی جائے۔ فرمایا، ابوشیبہ کے دونوں بیٹوں ابوبکر اور عثمان سے۔ ایک مرتبہ ابن معین نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ ابوبکر ابن ابی شیبہ ہمارے نزدیک ایک

محدثِ صادق ہیں۔ ابوبکر ابن ابی شیبہ نے شریک سے سماعِ حدیث کا دعوے کیا تھا۔ ابن معین کہتے ہیں، اگر وہ اس سے بھی متقدم شخصیت سے سماعِ حدیث کا دعوے کرتے تو ہم انھیں صادق ہی سمجھتے۔

ابن معین کہتے ہیں ایک بار میں نے ابوبکر ابن ابی شیبہ سے دریافت کیا کہ کیا آپ نے ابن شریک سے سماعِ حدیث کیا ہے۔ جواب دیا۔ میں نے ابن شریک سے سماعِ حدیث کا شرف اس وقت حاصل کیا تھا جب میری عمر چودہ سال تھی اور اس وقت میری قوتِ حافظہ آج سے زیادہ تیز تھی۔

تصنیفات

مصنف کی حیثیت سے بھی ابن ابی شیبہ کو ایک ممتاز مرتبہ حاصل تھا۔ امام ابوعبید کا بیان ہے "احسنھم وضعا للکتاب ابن ابی شیبہ" مصنفین اور محدثین کے بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی متعدد تصنیفات تھیں۔ لیکن افسوس کہ وہ سب کی سب نایاب ہیں۔

ابن ندیم نے "الفہرست" میں ان کی حسب ذیل کتابوں کا ذکر کیا ہے۔ کتاب السنن فی الفقہ، کتاب التفسیر، کتاب التاریخ، کتاب الفتن، کتاب صفین، کتاب الجمل، کتاب الفتوۃ اور کتاب المسند۔ یہ کل آٹھ کتابیں ہیں جن کے ناموں ہی سے ان کی اہمیت کا پتا چل سکتا ہے۔ لیکن عام مورخین ان کی صرف چار کتابوں کا ذکر کرتے ہیں اور وہ ہیں۔ مسند، تفسیر، کتاب الاحکام اور مصنف۔ آخری دونوں کتابوں کا ذکر ابن الندیم نے نہیں کیا ہے۔ اس طرح ابن ابی شیبہ کی معلوم کتابوں کی تعداد دس ہو جاتی ہے۔

مسند کے متعلق حاجی خلیفہ لکھتے ہیں کہ وہ ایک بڑی اور ضخیم کتاب ہے

مصنف ابن ابی شیبہ

ابوبکر ابن ابی شیبہ کی سب سے مشہور کتاب مصنف ہے۔ اس کے بارے میں حاجی خلیفہ کشف الظنون میں لکھتے ہیں کہ وہ ایک ضخیم کتاب ہے اور واقعہ یہ ہے کہ اسی کتاب کی بدولت ان کو شہرت دوام نصیب ہوئی۔ یہ کتاب حدیث کی اہم اور بلند پایہ کتابوں میں شمار کی جاتی ہے۔ اس موضوع سے متعلق جو کتابیں لکھی گئیں، ان میں سب سے زیادہ مشہور، اہم، جامع اور مبسوط کتاب یہی ہے۔

لیکن چند وجوہ کی بنا پر مصنفِ عبدالرزاق کو مصنف ابن ابی شیبہ پر فوقیت حاصل ہے۔ ایک یہ کہ مصنفِ عبدالرزاق اس سے مقدم ہے اور والفضل المتقدم۔ دوسرے یہ کہ مصنفِ ابن ابی شیبہ بہت ضخیم ہے اور ضخامت اگر حدِ اعتدال سے بڑھ جائے تو یہ ایک عیب سمجھا جاتا ہے۔ البتہ جامعیت میں اس کی ہم پلہ ہے۔

مصنفِ ابن ابی شیبہ کی ترتیب محدثین ہی کے طریق کے مطابق ہے۔ اس کو باسناد، فقہی کتابوں کے انداز پر "کتاب" اور "باب" کی صورت میں مرتب کیا گیا ہے۔ اس کا آغاز کتاب الطہارۃ سے ہوتا ہے اور یہ ابواب پر مشتمل ہے۔

حافظ ابنِ کثیر نے اس کے متعلق تحریر کیا ہے کہ ابوبکر ابن شیبہ کی کتاب "مصنف" ایک لاجواب اور عدیم المثال کتاب ہے۔ اس قسم کی کتاب نہ اس سے پہلے کبھی لکھی گئی اور نہ بعد میں۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے مصنف ابن ابی شیبہ کو کتب حدیث کے طبقہ ثالثہ میں شمار کیا ہے اور حافظ ابن حزم اندلسی نے اس کو موطا سے بھی فائق تر بتایا ہے۔ ممکن ہے اس کے بارے میں یہ آرا مبالغہ سے خالی نہ ہوں تاہم اس سے یہ بات ضرور ثابت ہوتی ہے کہ "مصنف" کو علمائے حدیث و فقہ کے نزدیک بہت بڑی اہمیت حاصل ہے۔

یہ کتاب کئی خصوصیات کی حامل ہے۔ اس کی سب سے اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس کی مرویات کتبِ صحاح ستہ میں موجود ہیں۔ امام بخاری نے اس کی تین اور امام مسلم نے ایک ہزار پانچ سو چار روایات درج کی ہیں۔ سنن ابی داؤد میں بکثرت اور سنن ابن ماجہ میں غالباً سب سے زیادہ اسی سے احادیث لی گئی ہیں۔

احکام و مسائل سے متعلق اس سے زیادہ جامع اور مستند کوئی مجموعہ حدیث نہیں ہے

اس میں وہی روایات شامل کی گئی ہیں جن سے فقہی مسائل مستنبط ہوتے ہیں۔

نقل حدیث غیر جانبدارانہ ہے یعنی اہل حجاز اور اہل عراق وغیرہ سب کی مرویات بلا ترجیح و تنقید ذکر کی گئی ہیں

اس میں مرفوع اور متصل روایات کے ساتھ ساتھ مرسل، منقطع اور موقوف احادیث

بھی ہیں اور صحابہ کے آثار، تابعین کے فتاویٰ اور فقہا کی آرا و اقوال بھی بیان کیے گئے ہیں۔ اور ہم سمجھتے ہیں کہ اس کتاب کی سب سے بڑی خوبی یہی ہے۔ اس سے ہر حدیث کے متعلق سلف کے تعامل اور ائمہ کے اتفاق اور اختلاف کا پتا چل جاتا ہے۔

"مصنف" کا ایک باب "ھذا ما خلف بہ ابوحنیفہ الاثر الذی جاء عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" بھی ہے، جو امام ابوحنیفہ کے رد میں ہے۔ اس کے جواب میں زاہد الکوثری نے "النکت الطریفۃ فی التحدث عن رد ابن ابی شیبہ علی ابی حنیفہ" کے نام سے ایک رسالہ لکھا ہے جو قاہرہ کے مطبع انوار سے ۱۳۶۵ھ میں شائع ہوا ہے اور ۲۷۰ صفحات پر مشتمل ہے لیکن بایں ہمہ کوثری نے اعتراف کیا ہے کہ اس رد کے باوجود مصنف ابن ابی شیبہ کا اہل عراق پر بڑا اثر ہے اور یہ ان کا ایک بڑا احسان ہے کیونکہ اہل عراق کے فقہی دلائل کے متعلق سب سے زیادہ جامع اور مستند ماخذ یہی ہے۔

مصنف کے قلمی نسخے مکتبہ محمودیہ، مدینہ منورہ اور کتب خانہ خدیویہ قاہرہ میں موجود ہیں۔ ہندوستان میں مکتبہ سندیہ، کتب خانہ آصفیہ، کتب خانہ مولانا عبدالحی لکھنوی اور بعض دیگر کتب خانوں میں بھی پائے جاتے ہیں۔ اس کے بعض حصے ملتان سے شائع ہوئے ہیں۔ چوتھا جزء ۲۰۴ صفحات پر مشتمل ہے جو کتاب الزکوٰۃ، کتاب الجنائز، کتاب الایمان، والنذور والکفارات کو محتوی ہے۔